کلام نبویؐ کی کرنیں

مولانا عبدالمالک

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ بن کریز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
شیطان کسی بھی دن اتنا ذلیل وخوار ،اتنا دھتکارا ہوا،اور پھٹکارا ہوا،اتنا جلا بھنا نہیں دیکھا گیا، جتنا کہ عرفہ کے دن ذلیل وخوار، رُوسیاہ اور جلا بھنا دیکھا جاتا ہے اور یہ صرف اس لیے کہ وہ اس دن اللہ کی رحمت کو موسلا دھار برستے ہوئے دیکھتا ہے(اور یہ اس کے لیے ناقابل برداشت ہے)۔
(مؤطا امام مالکؒ)

جب کوئی اپنے مشن میں ناکام ہوجاتا ہے،تو اسے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔لوگ اللہ کی بندگی پر جمع ہوں تو یہ شیطان کی ناکامی ہے۔ اللہ کی بندگی کا سب سے بڑا اجتماع میدان عرفات میں ہوتا ہے، جس میں دنیا بھر سے اہل ایمان بیت اللہ شریف کی دہلیز پر جمع ہوتے ہیں۔گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے اور اپنی مغفرت کا سامان جمع کرتے ہیں۔اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بناتے ہیں۔ مستقبل میں اللہ کی بندگی کے لیے پوری طرح تیار ہوتے ہیں۔اہل ایمان کامیاب اور شیطان ذلیل وخوار ہوجاتا ہے۔خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو حج کی برکتوں سے اپنے آپ کو مالامال کرتے ہیں۔
حج کے بعد برائیوں سے بچنا اور نیک کام کرنا،قبولیت حج کی علامت ہے۔حج کے بعد بھی شیطان کو ذلیل وخوار کرنے کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔اگر تمام حاجی یہ سلسلہ جاری رکھیں اور انفرادی واجتماعی سطح پر شیطان کو ناکام کرنے کی جدوجہد میں شریک رہیں،تو اس کے نتیجے میں ہمارے معاشرے دین کا نمونہ بن جائیں۔

○

حضرت جندب بن عبداللہ بجلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

موقع پر صحابہ کرامؓ کا ایک گروہ مشرکین کے خلاف جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ اس گروہ اور مشرکین میں سخت جنگ ہوئی۔ مشرکین میں ایک شخص بہت پھرتیلا اور جنگ جو تھا، جس مسلمان پر حملہ آور ہونا چاہتا، نشانہ بنا لیتا اور قتل کر دیتا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے ارادہ کیا کہ اس پر، اس کی بے خبری میں حملہ کر کے اسے ٹھکانے لگا دے (ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ وہ اسامہ بن زیدؓ تھے)۔ جب اسامہؓ نے اس پر حملہ کیا، اسے اپنی تلوار کی زد میں لے لیا تو اس نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا، لیکن اسامہؓ نے اس کی پروا نہ کی اور اسے قتل کر دیا (فتح ہوگئی)۔

فتح کی بشارت دینے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچا اور بشارت دی۔ آپؐ نے حالات معلوم کیے، مبشر نے ساری صورت حال بیان کر دی اور کلمہ پڑھنے والے کے قتل کی خبر بھی پہنچا دی۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کو بلایا اور پوچھا: تم نے اسے کیوں قتل کر دیا؟ جواب میں حضرت اسامہؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اس شخص نے مسلمانوں کو بڑی زک پہنچائی، خون ریزی کی انتہا کر دی اور فلاں فلاں مسلمانوں کو قتل کر دیا (کئی آدمیوں کے نام لیے اور عرض کیا) میں نے اس پر حملہ کیا اور وہ میری تلوار کی زد میں آ گیا تو اس نے تلوار کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا۔ رسولؐ اللہ نے تعجب اور ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اچھا تم نے اسے قتل کر دیا؟ اسامہ نے عرض کیا، ہاں یارسولؐ اللہ! آپ نے فرمایا: جب قیامت کے روز لا الٰہ الا اللہ کے کلمے کو لے کر وہ تمھارے خلاف آئے گا (اللہ تعالیٰ سے استغاثہ کرے گا) تو تم کیا جواب دو گے؟

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے، آپؐ نے فرمایا: تم نے اسے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کے بعد قتل کر دیا؟ (اسامہؓ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ محض جان بچانے کی خاطر کلمہ پڑھ رہا تھا، اس پر آپؐ نے فرمایا: تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کیا؟ آپ بار بار اس کلمہ کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے آرزو کی، کاش میں اس دن سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا تاکہ تمھیں پتا چلتا کہ اس نے کلمہ دل سے پڑھا تھا یا نہیں۔ (بخاری ومسلم)

حضرت اسامہؓ نے عین میدانِ جنگ میں اس جرم کا ارتکاب کیا تو اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار صدمے کا اظہار کیا اور اسامہؓ کو آخرت کی پکڑ سے ڈرایا لیکن آج مسلمانوں کی ریاست کی فوج

اہلِ ایمان کو بے دریغ قتل کر رہی ہے اور کافروں سے قتل کروانے میں شریک و ساجھی ہے۔ یہ آپریشن اور قتل و غارت اور بم باری کا سلسلہ کب ختم ہوگا؟ کیا یہ اس دن کو بھول گئے ہیں جب یہ سب مقتول اللہ کی عدالت میں فریادی ہوں گے؟

○

حضرت عامر بن واثلہؓ سے روایت ہے کہ چند مسلمان ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے پاس سے گزرتے ہوئے سلام کیا، ان لوگوں نے اسے سلام کا جواب دیا۔ جب ان کے پاس سے گزر گیا تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس آدمی سے اللہ کی خاطر بُغض رکھتا ہوں۔ اہلِ مجلس نے کہا: واللہ تم نے بری بات کی ہے، ہم اسے بتلا دیتے ہیں۔ ایک آدمی سے انھوں نے کہا: اٹھو! اور اسے بتلا دو۔ وہ اٹھ کر گیا اور جلدی سے اس کے پاس پہنچا اور وہ بات اُسے بتلا دی، جو اس کے بارے میں بات کرنے والے نے کی تھی۔ بات سن کر وہ آدمی واپس چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں مسلمانوں کی مجلس کے پاس سے گزرا، ان میں فلاں آدمی بھی تھا۔ میں نے اہلِ مجلس پر سلام پیش کیا، انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ جب میں ان کے پاس سے گزر گیا تو ان میں سے ایک آدمی نے مجھے آ پکڑا اور مجھے اطلاع دی کہ فلاں آدمی نے کہا ہے کہ اللہ کی قسم میں اس سے اللہ کے لیے بُغض رکھتا ہوں۔ آپ اس سے پوچھیے، کس وجہ سے یہ مجھ سے بُغض رکھتا ہے؟ رسولؐ اللہ نے اسے بلایا اور جو شکایت اس نے کی تھی، اس کے بارے میں اس سے پوچھا۔ اس شخص نے اپنی بات کا اعتراف کیا اور کہا: یارسولؐ اللہ! میں نے یہ بات کی ہے۔ رسولؐ اللہ نے پوچھا: کس بنا پر تم اس سے بُغض رکھتے ہو؟ اس نے کہا: میں اس کا پڑوسی ہوں اور مجھے اس کے حالات کا پتہ ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے اسے فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ یہ فرض نماز تو سارے نیک و بد پڑھتے ہیں۔ اس شخص نے جواباً کہا آپ اس سے پوچھیے کہ کیا اس نے کبھی مجھے دیکھا ہے کہ میں نے نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کیا ہو؟ یا رکوع و سجود ٹھیک نہ کیا ہو؟ رسولؐ اللہ نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا نہیں ایسا تو کبھی نہیں کیا۔ پھر کہا اللہ کی قسم میں نے اسے صرف رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہوئے دیکھا ہے جو نیک و بد سارے رکھتے ہیں۔ اس نے کہا: یارسولؐ اللہ! اس سے پوچھیے کہ

اس نے کبھی دن میں مجھے افطار کرتے ہوئے پایا ہے؟ اس کے حق میں کمی کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ رسولؐ اللہ نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا: نہیں۔ پھر اس نے کہا: میں نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے زکوٰۃ کے علاوہ جو نیک و بد سارے دیتے ہیں، کبھی سائل کو کچھ دیا ہو۔ اس نے کہا یارسول اللہ! اس سے پوچھیے ''کیا میں نے کبھی زکوٰۃ کا زیادہ یا تھوڑا حصہ چھپایا ہے؟ یا کبھی میں نے زکوٰۃ طلب کرنے والے سے ٹال مٹول سے کام لیا ہے''۔ رسولؐ اللہ نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا: زکوٰۃ میں تو کچھ کمی نہیں کی۔ تو رسولؐ اللہ نے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، میں نہیں سمجھتا کہ تمھارا رویہ صحیح ہے۔ شاید یہ تجھ سے بہتر ہے (الفتح الربانی)

تقویٰ کے گھمنڈ میں مبتلا ہو کر کسی مسلمان خصوصاً فرائض و واجبات کے پابند شخص کو گھٹیا سمجھنا، اس سے بُغض رکھنا ناپسندیدہ بات ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت نرمی سے اس پر متنبہ فرمایا۔ آج کل کسی کے متعلق بات کی جائے تو لڑ پڑتا ہے۔ لیکن اسلام نے ایسے اخلاق کی تعلیم دی ہے کہ ایک آدمی دوسرے کے بارے میں اگر سخت بات کرتا ہے تو دوسرے مسلمان بھائی اس کی غائبانہ مدد کرتے ہیں۔ بات کرنے والے کو اس کی زیادتی پر تنبیہ کرتے ہیں، پھر جس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اسے اس کا پتہ دیتے ہیں۔ وہ غصہ سے لال پیلا ہونے کے بجائے اور خود کوئی انتقام لینے کے بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں استغاثہ دائر کرتا ہے۔ آپ باقاعدہ مقدمہ کی سماعت فرماتے ہیں اور دونوں کی باتیں سننے کے بعد مدعاعلیہ کے خلاف فیصلہ دے دیتے ہیں لیکن اس طرح کہ مدعاعلیہ کی ڈانٹ ڈپٹ اور زجر و توبیخ کے بجائے اتنا فرما دیتے ہیں کہ میں تمھاری بات کی تائید نہیں کرسکتا۔ شاید وہ تجھ سے بہتر ہو۔ یہ نرمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ کا مظہر ہے۔ یہ واقعہ صبر و تحمل، صاف گوئی اور وقار و سکون کا بہترین نمونہ ہے۔ مدعی، مدعاعلیہ اور موقع کے گواہ سب نے اپنا اپنا کردار بہترین انداز میں ادا کیا۔

○

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے ایسی چیز فروخت کی جس میں عیب تھا اور خریدار کے سامنے اسے ظاہر نہ کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں گھر جاتا ہے۔ فرشتے بھی اس پر لعنت کرتے ہیں''۔ (ابن ماجہ)